بسم اللہ الرحمن الرحیم

دو بیویوں میں سے صرف ایک کو گھمانے لے جانا

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو بیویوں میں سے ایک کو اپنے ساتھ گھمانے لے جانا کیسا؟

جواب

اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ سیر و تفریح یا گھومنے پھرنے کے لیے شرعی سفر پر جانا چاہے، تو دونوں میں سے کسی ایک کو اپنے ساتھ لے جانے کا اختیار رکھتا ہے، تاہم بیویوں کے درمیان دل جوئی اور حسنِ معاشرت کے پیشِ نظر قرعہ اندازی کرلینا زیادہ بہتر اور مستحب ہے۔ جب شرعی سفر کی صورت میں کسی ایک بیوی کو اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے، تو شرعی سفر سے کم مسافت میں کسی ایک بیوی کو اپنے ساتھ لے جانا بدرجۂ اولیٰ درست ہوگا، البتہ ایسی صورت (جب شرعی سفر نہ ہو) میں جس رات جس بیوی کی باری ہو اس رات میں بلاضرورت دوسری بیوی کے پاس نہیں جاسکتا۔

علامہ بُرہانُ الدین مَرْغِینانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 593ھ/1196ء) لکھتے ہیں: "ولا حق لهن في القسم حالة السفر فيسافر الزوج بمن شاء منهن والاولى ان يقرع بينهن فيسافر بمن خرجت قرعتها" ترجمہ: حالتِ سفر میں بیویوں کے لیے باری مقرر کرنے کا حق نہیں، لہٰذا شوہر ان میں سے جسے چاہے اپنے ساتھ سفر پر لے جاسکتا ہے، تاہم بہتر یہ ہے کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے، پھر جس کے نام قرعہ نکلے اسے اپنے ساتھ سفر پر لے جائے۔ (الھدایۃ، جلد 1، صفحہ 216، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اللباب فی شرح الکتاب میں ہے: "(ولا حق لهن) اى الزوجات (في القسم حالة السفر) دفعاً للحرج (فيسافر الزوج بمن شاء منهن) لان له ان يستصحب واحدة منهن فكان له ان يسافر بواحدة منهن (و) لكن (الاولى ان يقرع بينهن) تطييباً لخاطرهن" ترجمہ: بیویوں کے لیے حالتِ سفر میں باری مقرر کرنے کا حق نہیں، تاکہ حرج نہ ہو۔ لہٰذا شوہر ان میں سے جسے چاہے اپنے ساتھ سفر پر لے جاسکتا ہے، کیونکہ اسے ان میں سے کسی ایک کو ساتھ لے جانے کا اختیار ہے۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے، تاکہ ان کی دل جوئی ہو۔ (اللباب فی شرح الکتاب، جلد 3، صفحہ 30، مطبوعہ المکتبۃ العلمیۃ، بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے: "باری میں رات کا اعتبار ہے، لہٰذا ایک کی رات میں دوسری کے یہاں بلاضرورت نہیں جاسکتا۔۔۔ رہا دن! اس میں برابری ضروری نہیں ایک کے پاس دن کا زیادہ حصہ گزرا، دوسری کے پاس کم، تو اس میں حرج نہیں۔۔۔ سفر کو جانے میں

باری نہیں، بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے اور بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے لے جائے، اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا۔ اُتنے ہی اُتنے دنوں ان باقیوں کے پاس رہے، بلکہ اب سے باری مقرر ہوگی۔ سفر سے مراد شرعی سفر ہے۔ "(بہار شریعت، جلد2، حصہ 7، صفحہ96 تا 98، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مولانا عبدالرب شاکر عطاری مدنی

فتوی نمبر : FatwaQA-087

تاریخ اجراء : 05ربیع الآخر1447ھ/18ستمبر2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net